نظرات

برصغیر کے اس پورے علاقہ میں پائدار امن، سیاسی استحکام، خیر سگا[illegible] اور زیادہ سے زیادہ عوامی روابط اور میل ملاپ اس پورے خطہ کا واحد مسئلہ ہے جس پر شاید ہی کسی فرد یا جماعت کو اختلاف کرنے کی جرأت ہو۔

ہندوستان اور پاکستان دونوں طرف کی موجودہ قیادت کی باگ ڈ[illegible] جن کے ہاتھوں میں ہے، ان کی بھی بظاہر یہی خواہش اور کوشش معلوم ہو[illegible] ہے کہ اس خطہ کے عوام پر جو ایک خوف و دہشت کا ماحول طاری ہے، اور دونو[illegible] ملکوں کے مابین کچھ مسائل پر جو تناؤ اور کشیدگی ہے وہ بات چیت او[illegible] افہام و تفہیم کے ذریعے حل ہوں۔

چنانچہ سن ۱۹۶۰ء کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ ملک کے جواں سال وزیر اعظم جناب راجیو گاندھی ۱۶ر جولائی کو ستّرہ گھنٹے کے لئے پاکستان کے سرکا[illegible] دورے پر گئے جہاں آپ کا سرکاری سطح پر زبردست اور پرجوش استقبا[illegible] کیا گیا۔

راجیو جی کے وزیر اعظم کی حیثیت سے پاکستان کا بظاہر یہ تیسرا دور[illegible]

پہلی مرتبہ وہ سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خان کے انتقال پر تعزیت کرنے پشاور گئے تھے۔ اور پچھلے دسمبر ۱۹۸۸ء کو سارک (SAARC) کانفرنس میں شرکت کی غرض سے دوسری بار اسلام آباد گئے تھے۔ اس دفعہ موصوف کو پاکستان میں صرف ایک روز قیام کرنا تھا۔ لیکن پاکستانی وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کے اصرار پر وہ ایک روز اور ٹھہر گئے تھے۔ غالباً یہ اسی سفر کا نتیجہ ہے کہ مختلف سطحوں پر ایک طویل تعطل کے بعد گفتگو کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا۔

دونوں وزرائے اعظم نے حالیہ دورہ اسلام آباد کے دوران جو تقریریں کیں وہ حقیقت میں دونوں ممالک میں بسنے والے کروڑوں عوام کے دلی جذبات، خواہشات اور امنگوں کی ترجمانی ہے۔ بقول محترمہ بے نظیر بھٹو،

"دنیا بھر میں تبدیلی کی ہوا چل رہی ہے، ہمارے عوام باہمی دوستی کے خواہاں ہیں" اور جناب راجیو گاندھی نے اپنی جوابی اور فکر انگیز تقریر میں اور باتوں کے علاوہ کہا کہ۔

"آئیے ہم تمام نفرتوں اور غلط فہمیوں سے رہائی حاصل کریں۔"

دونوں وزرائے اعظم نے مختلف بنیادی مسائل پر تفصیل سے سنجیدہ بات چیت کے علاوہ سیاچین مسئلہ پر باہمی تصادم اور جھڑپیں ختم کرنے اور اس کے فوری حل کے لئے اقدامات اٹھائے جانے کا جو فیصلہ کیا ہے۔ اس کا یقیناً دونوں ممالک کے عوام خیر مقدم کر رہے ہیں۔ دونوں ممالک کے درمیان پچھلی تلخیوں اور بدگمانیوں کو فراموش کرتے ہوئے تعلقات میں مزید استواری اور بہتری پیدا کرنے کے لئے اپنی گفتگو میں دونوں وزیر اعظم نے زور دیا ہے۔

سیاسی مبصرین اس بات کو اچھی طرح محسوس کر رہے ہیں کہ جب سے پاکستان میں جمہوریت بحال ہوئی ہے اور عوامی نمائندوں نے اقتدار سنبھالی ہے دونوں پڑوسی ممالک ایک دوسرے سے داخلی و خارجی تعلقات بہتر بنانے کی طرف مائل ہیں۔ اس سلسلہ میں دونوں طرف کافی گرم جوشی بھی پائی جا رہی ہے۔ چنانچہ جناب راجیو گاندھی نے اپنی تقریر میں بجا طور پر کہا ہے کہ:-

"دونوں ممالک میں دوستی صرف حکومتیں فروغ نہیں دے سکتیں، اس لئے دونوں ممالک کے عوام کے مابین ملاقات، تبادلہ خیالات اور ایک دوسرے کے قریب آنے اور سمجھنے میں جو رکاوٹیں ہیں پہلے وہ ختم کی جانی چاہئے آمد و رفت پر پابندیوں کو ختم کرنے، تجارتی، معاشی اور ثقافتی تعلقات کے فروغ اور اخبارات و رسائل کے تبادلہ کی تجویز بھی پیش کی، جناب وزیر اعظم کی یہ تجویز بھی قابل ستائش ہے۔ کہ دونوں ممالک کو آپسی مسائل کو بیرونی طاقت کے دباؤ یا مداخلت کے بغیر "شملہ معاہدہ" کی اسپرٹ کے تحت حل کرنا چاہئے۔

ان تمام اعلانات اور تجاویز کے باوجود دونوں ممالک کے مابین تعلقات میں واقعی بہتری پیدا ہوئی ہے یا حالات پہلے جیسے ہی کشیدہ رہیں گے یہ تو آنے والا وقت ہی بتا سکے گا۔ اس لئے کہ دونوں ممالک کے مابین کئی مسائل مدت سے تعطل میں ہونے کی وجہ سے انتہائی گنجلک اور پیچیدہ صورت اختیار کر گئے ہیں ظاہر ہے ان کے مثبت حل کے بغیر تعلقات میں مزید بہتری اور فروغ محض دل بہلانے والی بات ہو سکتی ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ دونوں ممالک مخمصے و وہم میں مبتلا ہو کر دفاعی معاملہ میں جو بھاری رقومات صرف کر رہے ہیں اس سے بھی اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ نیت درست اور دل و دماغ صاف نہیں ہے اور یہ کہ دونوں ایک دوسرے کے تئیں زبردست شک و شبہ میں مبتلا ہیں۔ دونوں طرف ہتھیاروں کی دوڑ ہے اور ایک دوسرے پر اس معاملہ میں سبقت لے جانے کے درپے ہیں۔

تازہ اطلاعات کے مطابق ایک طرف پاکستانی وزیراعظم نے اپنے اس اعلان کا اعادہ کیا ہے کہ پاکستان نیوکلیر ہتھیاروں کی توسیع کو روکنے کے لئے ہر اقدام کے لئے آمادہ ہے، اور ان کے خیال میں جنوب ایشیا کے ممالک کو "نیوکلیر ہتھیاروں" سے آزاد رکھنے کی ضمانت حاصل کرنا چاہیے، لیکن دوسری طرف پاکستان امریکہ سے ۶۰۔ ایف ۱۶ اور بمباری کرنے والے انتہائی جدید طیارے حاصل کر رہا ہے جس کی بظاہر کوئی ضرورت سمجھ میں نہیں آتی ہے اور جواز، آخر اس طرح ہتھیاروں کے حصول کے ساتھ جنوبی ایشیا میں امن و امان کی فضا بحال رہنے کی کیا ضمانت ہے؟ حالانکہ پاکستان کے پاس پہلے ہی بم۔ ایف ۱۶ طیارے موجود ہیں۔ پھر مزید ۶۰۔ ایف طیاروں کی خریداری کن مقاصد کے لئے ہے؟ یہ ایک بنیادی اور غور طلب سوال ہے اگرچہ پاکستان کا کہنا ہے کہ یہ ہتھیار ہندوستان کے خلاف نہیں ہیں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے آخر کس کے خلاف ہے؟

تقسیم ہند کے بعد اب تک دونوں ممالک میں تین مرتبہ جنگ ہو چکی ہے۔ اور امریکی ذرائع نے واضح اشارہ دیا ہے کہ ان طیاروں سے ہندوستان پر ایٹم بم گرائے جا سکتے ہیں، ہتھیاروں کی دوڑ کے علاوہ مبینہ طور پر دہشت گردوں اور تخریب کاروں کی تربیت، پنجاب اور کشمیر میں تخریب کاروں،

علیحدگی پسندوں اور دہشت گردوں کی سرگرمیوں میں پاکستان کی درپردہ مدد اور تعاون وغیرہ ایسے فوری توجہ کے مسائل ہیں جن کا حل نکالنا ضروری ہے۔

وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کو اگر جنوبی ایشیا میں استقامت اور امن و سلامتی کی فضا کرنے کی پالیسی میں ناکامی ہوتی ہے تو اس کا خمیازہ بلاشبہ اس پورے خطے کو بھگتنا پڑے گا۔ ہندوستان کو پاکستان کی بدلی ہوئی جمہوری فضا اور ماحول اور دوستانہ سیاست سے بڑی تقویت مل رہی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے دونوں ممالک کی بعض تنگ نظر قوتیں اور سیاست کار ایسا نہیں چاہتے، ملک کے برعکس پاکستان میں آج بھی فرقہ سیاست کے اثرات سے ذہنی طور پر آزاد نہیں ہوسکی ہے ورنہ اب تک افغانستان کے تصادم کو ختم کرنے کے لئے اور ہندوستان کے ساتھ "شملہ معاہدہ" کی روشنی میں تعلقات کو استوار کرنے کے لئے بڑی پیش رفت ہو چکی ہوتی۔

یہ پروپیگنڈہ بھی بڑی قوت اور شدت کے ساتھ کیا جا رہا ہے کہ ہندوستان اس پورے علاقہ میں علاقائی غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن افغانستان؛ کیا وہ کچھ یہی چاہتا ہے اگر ایسا نہیں ہے تو پھر امریکہ ہتھیاروں کی مدد سے جلال آباد اور قندھار پر حملہ کر لینے کی کوشش کیوں ہو رہی ہے؟ ضرور اس کے پیچھے کچھ اور سیاست ہے مقصد پورے علاقہ کو کنٹرول کرنا ہے۔ اور اس کا بہترین طریقہ اس خطے کے ملکوں کے درمیان تناؤ پیدا کرنا ہے، اور یہ کام منصوبہ بند طریقہ سے ہو رہا ہے جس کا اظہار افغانستان، سری لنکا، نیپال، اور بنگلہ دیش کے قضیوں میں ہو رہا ہے۔ مشکلات اور کاوٹوں اور بیرونی دباؤ کے باوجود دونوں ممالک کی قیادت مسائل کے سنجیدہ، قابل

قبول اور بامقصد حل کے لئے قدم اٹھانے کا حوصلہ رکھتے ہیں اور اس ذیل میں دونوں ممالک کے کروڑوں عوام کی تائید وحمایت انہیں حاصل ہے، صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ مصلحتوں اور وقتی سیاست کے فریب سے اونچا اٹھکر سوچا جائے۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
گھر ہی کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

کس قدر تکلیف دہ ہے یہ بات کہ ملت کے بہی خواہ، ملت کے اداروں کے درپے آزار ہیں محقق حضرت مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی نے جن دو اداروں کی آبیاری کی اور پروان چڑھایا، ان دو اداروں کو یکسر نیست و نابود کرکے چند ضمیر فروش مکتبہ برہان اور ندوۃ المصنفین کو مالی مشکلات میں مبتلا کر رہے ہیں۔ جعلی کتابیں چھاپ کر ناجائز نفع کما رہے ہیں اور اس طرح اپنے ایمان کو داغدار کر رہے ہیں۔ دیگر کتابوں کے علاوہ مصباح اللغات اور قصص القرآن کو بلا اجازت مکتبہ برہان اور ندوۃ المصنفین چھاپ کر ہر دو اداروں کو مالی بحران میں مبتلا کر رہے ہیں۔ قانونی چارہ جوئی کے نوٹس کچھ لوگوں کو دیئے جا چکے ہیں۔

مگر اپنی نازیبا حرکت اور غیر قانونی حرکتوں سے اب بھی باز نہیں آئے۔ شرم، شرم

آپ سب مخلص حضرات سے التماس ہے کہ ہر دو کتابیں اور دیگر بھی صرف مکتبہ برہان اور ندوۃ المصنفین سے ہی خریدیں فرمائیں۔ اور چند پیسوں کے خاطر غیر ذمہ دار افراد کی حوصلہ افزائی فرماکر ادارہ ندوۃ المصنفین اور مکتبہ برہان کو مالی مشکلات میں مبتلا نہ کریں اللہ آپ کو اس کی جزا دے گا۔

خادم: عمید الرحمٰن عثمانی، خلف مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی رح
منیجر مکتبہ برہان دہلی اور ندوۃ المصنفین، دہلی۔